آل عمران ۱۵

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ

(بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ [کے عذاب] سے [بچانے میں] اُن کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور وہی لوگ آگ کا ایندھن ہیں۔)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا (بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے عذاب سے بچانے میں اُن کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے)

یہاں کافروں سے مراد عام کافر، مکہ کے کافر، یہود ہیں۔ جب قرآن مجید نازل ہوا اس وقت کفر کرنے والوں میں دو بڑے گروہ تھے۔ ایک طرف یہود تھے اور دوسری طرف مکہ کے کافر تھے۔ لیکن قرآن صرف انہی کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ سب کے لیے ہوا اس لیے عام معنی بھی ہے۔ یہاں وفد نجران کو سمجھایا جا رہا ہے (جو ۹ ہجری یعنی رسول ﷺ کی زندگی کے آخری حصے میں آیا تھا) کہ اِس سے پہلے بھی جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے ساتھ کیا ہوا۔ اب اگر تم بھی کفر کرو گے تو تمہیں بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ انھیں پچھلی مثالوں سے عبرت لینے کہا جا رہا ہے۔ چونکہ وفد نجران کے شانِ نزول میں آیتیں ہیں لیکن صرف انھیں ہی عبرت لینے نہیں کہا جا رہا ہے بلکہ سبھی کو اِس سے عبرت لینے کہا جا رہا ہے کیونکہ قرآن سب کے لیے ہے۔ اِن دو (۱۱-۱۵) آیتوں میں بتایا جا رہا ہے کہ پہلے لوگوں نے کفر کیا تو اُن کا کیا ہوا۔

لَنْ تُغْنِيَ (غ ن ی) ← نہ کام آئیں گے، نہ فائدہ دے گے۔

انھیں نہ دنیا میں انکے (مثلاً ابو لہب کے) مال و اولاد کام آئے اور نہ ہی آخرت میں آئے گے۔ تاریخ بھی گواہ ہے کہ جو مال انھوں نے دین کی مخالفت میں لگایا تھا اُس کا نقصان ہی ہوا۔

پچھلی آیت (۹) میں قیامت کے دن سبھی کو جمع کرنے کی بات کی گئی۔ اب یہاں بتایا جا رہا ہے کہ جنھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا اُن کے مال اور اولاد آخرت میں انکے کچھ بھی کام نہیں آنے والے۔ اکثر لوگوں کو اُن کے مال اور اولاد کی محبت ہدایت سے روکتی ہے۔ انھیں یہ ڈر رہتا ہے کہ اگر ہم مسلمان ہوگئے تو ہماری اولادیں اور ہمارا خاندان ہمیں چھوڑ دے گا۔ اِسی طرح کبھی کبھار یہ بھی ڈر رہتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہمیں مال اور اپنی شان و شوکت سے محروم کیا جائیگا۔ چونکہ وفد نجران جو بڑی شان و شوکت والے تھے اس لیے اسطرح سے انھیں سمجھایا جا رہا ہے۔ آج بھی کئی لوگ جو اسلام قبول کرتے ہیں انھیں اپنی کئی چیزوں کی قربانیاں دینی پڑتی ہیں کیونکہ جنت بڑی ہی قیمتی ہے۔ انھیں اپنی شہرت، اپنا مال بھی قربان کرنا پڑتا ہے حتی کہ اپنے بچے اور دوسرے رشتے دار بھی اُن سے تعلق کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی قربانی ہوتی ہے لیکن جس کے دل میں سچا ایمان اتر جاتا ہے اس کے نزدیک دنیا کے مقابلے آخرت اہم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اُسے پتہ ہے کہ یہ پوری دنیا مل کر بھی مجھے آخرت میں چھڑا نہیں سکے گی۔ اور دنیا کا نقصان آخرت کے مقابلے بھاری نقصان نہیں ہے۔ ویسے بھی اِس دنیا کو ایک دن چھوڑ کر جانا ہے۔ کئی بڑے بڑے لوگ دنیا میں آئے لیکن وہ بھی چلے گئے اور چند دنوں بعد لوگوں نے بھی انھیں بھلا دیا۔ اِس لیے مال، بچوں، رشتے داروں، شہرت اور دنیا کے خاطر انسان اپنے آپ کو جہنم میں جھونک دے یہ کوئی عقلمندی کا سودا نہیں۔ آخرت میں یہ سب جہنم سے بچانے نہیں آئے گے۔

الشعراء: ۸۸-۸۹ ← يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۔ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ سوائے اِس کہ جو اللہ کے پاس قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوا) ۔ گویا دل کے ٹیڑھے ہونے سے بچ جانا، بھٹکنے سے بچ جانا اور دل کی سلامتی انسان کو فائدہ دینے والی ہے۔

انسان باقی تمام چیزوں کے مقابلے میں مال اور اولاد کے سامنے کمزور پڑ جاتا ہے۔ اِنہی دو چیزوں سے انسان کو شدید محبت ہوتی ہے۔ اُن کے لیے انسان کوئی بھی غلط کام کرنے تیار ہوتا ہے اور حق بات ماننے تیار نہیں ہوتا۔ اِسی لیے مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا۔ اِسی طرح دنیا میں مال اور اولاد کی کثرت انسان کو غرور میں مبتلا کرتی ہے۔ انسان اِس دھوکے میں رہتا ہے کہ چونکہ میرے پاس زیادہ مال اور اولادیں ہیں اِس کا مطلب مجھ سے رب راضی ہے۔ وہ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔
یہ یاد رکھے! جن چیزوں کی وجہ سے انسان دنیا میں فخر کرتا ہے وہ چیزیں قیامت کے دن اُسے نہیں بچائے گی۔

خاص طور پر کفارِ قریش اپنے مال و اولاد کے بارے میں بہت تذکرے کرتے تھے۔

سبأ: ۳۵ ← وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ
(اور انھوں نے کہا: ہم مال اور اولاد میں [اِن سے] زیادہ ہے اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا)

کیونکہ رسول ﷺ کے بیٹے فوت ہوگئے تھے اور مال بھی نہ تھا۔ اور رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے اکثر صحابہ غریب تھے۔ کفار کہتے تھے کہ رسول ﷺ اور اُن کے ماننے والوں کے پاس تو کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں ہیں اور نہ ہی دنیا کی کوئی رونق اور زیب و زینت۔ تو پھر یہ (محمد ﷺ) کیسے رسول ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الاسراء: ۹۰-۹۳ میں آئے گا کہ انھوں نے کہا ہم آپ ﷺ پر اُس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دیں۔ یا خود آپ کے لئے ہی کوئی کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہو اور اُس کے درمیان آپ بہت سی نہریں جاری کر دکھائیں۔ یا آپ آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں جیسا کہ آپ کا گمان ہے یا آپ خود اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کریں۔ یا آپ کے اپنے لئے کوئی سونے کا گھر ہو جائے یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم تو آپ کے چڑھ جانے کا بھی اُس وقت تک ہرگز یقین نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں...

کافر کہتے تھے اگر یہ سب کچھ اُن کے پاس ہوتا تو ہم محمد ﷺ کو رسول مانتے۔ پھر ہمیں پتہ چلتا کہ وہ واقعی اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہے۔

یاد رکھے! کسی کے پاس مال اور اولاد اِس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بندہ ہے۔

سبأ: ۳۷ ← اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے [اُسے ہمارا قرب حاصل ہوگا] ....

جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اُس کا مال اور اولاد اُس کے لیے اللہ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے۔ یعنی جو خود نیک ہو اور اپنی اولاد کو بھی نیک راستے پر لگائے تو وہ اولاد اُس کے مرنے کے بعد اُسے فائدہ دے گی جب بھی وہ اولادیں دعائیں کریگی اور نیکیاں کریگی۔ اِسی طرح اگر کوئی اپنا مال اپنی زندگی میں نیکیوں کے کاموں میں لگائے یا مرنے سے پہلے کوئی نیکی کے کاموں میں مال لگانے کی وصیت کرے تو وہ انسان کو فائدہ دے گی۔

وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ (اور وہی لوگ آگ کا ایندھن ہیں۔)

وَقُودُ (و ق د) ← ایندھن، آگ کا بھڑکنا

البقرۃ: ۲۴ اور التحریم: ۶ میں انسان اور پتھروں کی بات ہے اور یہاں صرف انسان ایندھن کی بات ہے۔

کوئی چیز جلتی ہوئی چیز میں ڈالی جائے اور ایک اُس سے کوئی چیز جلائی جائے تو یہ دونوں بالکل مختلف چیزیں ہیں۔ یہ ایسے ہے جیسے کسی مرے ہوئے شخص کو آگ میں پھینکا جائے اور دوسرا یہ کہ اُس مُردے سے ہی آگ بھڑکائی جائے۔ بہرحال۔
جسطرح شعلے لکڑیوں (کوئلے) کے اندر سے نکلتے ہیں کیونکہ وہ ایندھن (مصدر) ہے۔ اِسی طرح کفر کرنے والے انسانوں کو بطورِ ایندھن استعمال کیا جائے گا اور اُن انسانوں کے اندر سے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ اور اُن شعلوں سے جہنم کی آگ بھڑک رہی ہوگی۔ سوچے کہ کتنی سخت آگ اُن کافروں کے اندر سے نکل رہی ہوگی! کتنا بھیانک اور خوفناک حال ہوگا۔